OPEN ACCESS
MA'ARIF-E-ISLAMI (AOU)
ISSN (Print): 1992-8556
ISSN (Online): 2664-0171
https://mei.aiou.edu.pk

قرآن فہمی میں مولانا محمد شہاب الدین ندوی کا منہج واسلوب

Review of Maulana Muhammad Shahab-ud-Din Nadvi's Quranic understanding and methodology about Quranic Thought

ریحانہ امتیاز

پی ایچ ڈی اسکالر، شعبہ قرآن و تفسیر، کلیہ عربی وعلوم اسلامیہ، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلام آباد۔

Abstract

Mulana Muhammad Shahabud Din Nadvi is such a remarkable ٢٠th century personality of the Islamic world who published more than a hundred books as well as more than two dozen articles on different topics related to Islamic Sharia and Islamic Thought & Philosophy .Mulana presented scientific arguments to depict supremacy and pragmatism of Islamic Shariah by describing not only unique aspects of its eternal and universal appeal but also provided research based answers to refute some objections and doubts about it.Mulana termed Islamic Shariah as a miracle and declared it to be an intellectual challenge.He declared Islamic Shariah a kind of a law which provides guidance for the welfare of the entire humanity,no other law of the world can make such a claim as Islamic Shariah does.Mulana presented Islamic Shariah as a miracle with the help of Quranic verses and highlighted its features of being logical ,moderate and full of wisdom in nature.He presented intellectual arguments to highlight that these laws are not only based on absolute intellectual foundations but are also pragmatic and logical in nature .He depicted Islamic Shariah and jurisprudence as perfect,superior and eternal and discussed the same in the light of modern age.Mulana discussed sharia issues through arguments and not by worshipping some personalities. He discussed the nature of Islamic Shariah ,its eternal principles ,some distinctive features, reality and nature of consensus and its relevance in the modern age as well as its conditions in the light of the Quranic verses and modern times. He presents Islamic Shariah as 'unalterable ' in a very argumentative and logical way with historical examples .He differentiates between Islamic and human laws very beautifully .While discussing jurisprudence issues,Mulana described positive appeal of Islamic Shariah laws in the west.He particularly utilized interpretations of 'Aljamih ul Ahkam ul Quran'and 'Tafseer Kabeer' in describing principles and problems of jurisprudence in the light of sayings of jurisprudence scholars,school of thought in jurisprudence and their deductive methodology .He adopted deductive methodology in describing principles and problems of jurisprudence .Mulana presented supremacy and superiority of Islamic Shariah as well as its pragmatism ,wisdom and unalterable nature with intellectual arguments in the perspective of modern age.

تعارف

مولانا محمد شہاب الدین ندوی ۱۲ نومبر ۱۹۳۱ء بمطابق یکم رجب ۱۳۵۰ھ کو ہندوستان کے شہر بنگلور کے مضافات میں بمقام 'چک بnaاور' میں پیدا ہوئے ،آپ کا تعلق شیوخ گھرانے سے تھا۔ان کے جد اعلیٰ محمد حیات جمعدار شیر میسور ٹیپو سلطان شہید کی فوج میں ایک اعلیٰ افسر تھے۔جو کہ صاحب علم شخص تھے اور اس علاقے کے سر قاضی مقرر ہوئے تھے۔مولانا کی نانی کلثوم بی بی بہت بڑی عالمہ و فاضلہ تھیں۔جو قرآنِ مجید،حدیثِ رسول ﷺ، فقہ، سیرت ،تصوف اور دینی علوم میں دسترس رکھتی تھیں۔مولانا کے والد صاحب حد درجہ کریم النفس اور سادہ مزاج تھے۔وہ مقامی مسجد میں اعزازی طور پر امامت کے علاوہ قضاء کے فرائض انجام دیتے تھے۔[1] مولانا نے عصری تعلیم کے بعد ۱۹۵۹ء میں لکھنو یونیورسٹی سے فاضل ادب کی تکمیل کی اور ۱۹۶۲ء میں ندوۃالعلماء سے عامیت کی سند حاصل کی۔پھر علوم دینیہ کے مطالعہ کے علاوہ انگریزی زبان اور سائنسی علوم کی تحصیل میں مشغول ہوگئے۔[2] اس کے بعد ۱۹۶۹ء میں 'چاند کی تسخیر' پر مضامین کی اشاعت کا ایک سلسلہ ہفت روزہ 'صدق جدید' لکھنو اور ماہنامہ 'برہان' دہلی میں شروع کیا۔۱۹۷۰ء میں چک باناور، بنگلور میں ایک تحقیقی و تصنیفی مرکز 'فرقانیہ اکیڈمی' کی بنیاد رکھی۔۱۹۷۲ء میں ماہنامہ 'تعمیرِ فکر' کا اجرا کیا۔۱۹۷۵ء میں سہ ماہی مجلّہ 'ندائے فرقان' کا اجرا کیا۔۱۹۹۳ء میں مولانا نے ایک دارالشریعہ (مرکز تحقیقات شرعیہ) کا قیام عمل میں لایا اور اس عرصے میں مختلف مجلسوں میں علمی مذاکرات کے لئے متحدہ عرب امارات کا سفر اختیار کیا۔[3] مولانا کی سو سے زائد تصانیف اور دو درجن سے زائد مقالہ جات ہیں اس کے علاوہ مولانا نے ایک کتب خانہ بھی قائم کیا جس میں معرکتہ الآراء علمی و تحقیقی تقریباً چالیس ہزار نادر و نایاب کتب کا ذخیرہ موجود ہے۔مولانا نے ۱۸/اپریل ۲۰۰۲ء بروز جمعرات بمطابق ۴/صفر ۱۴۲۳ ہجری علی الصباح ۷:۳۰ کو وفات پائی۔[4]

مولانا محمد شہاب الدین ندوی عالم اسلام کی ایسی شخصیت تھے جنہوں نے اسلامی فکر و فلسفہ اور شریعت سے متعلق ایسے مختلف موضوعات پر لکھا کہ جن موضوعات پر مختلف حلقوں کی جانب سے شبہات واعتراضات کئے جاتے رہے ہیں۔مولانا کی کتب میں کچھ قدر مشترک نکات ہیں جو یہ ہیں۔فطرت و شریعت میں ہم آہنگی، عصرِ جدید کے مزاج و ماہیت کا پاس ولحاظ،اسلام کی ابدیت و حقانیت پر دلائل، ایمانی حرارت ، شکوک و شبہات کا ازالہ،اس کے علاوہ یہ کہ نئی دنیا، نیا زمانہ ،قرآن کے پیغام اور رہنمائی کے بہت محتاج ہیں۔مولانا کا اصل موضوع قرآنِ مجید اور کلامیاتِ جدیدہ تھا۔مگر قانون وشریعت کے موضوعات کی طرف آپ کا رجحان ۱۹۸۳ء میں اس وقت ہوا جب انہوں نے دہلی کے ایک سیمینار میں 'عورت اور انتظامیہ' کے موضوع پر ایک مقالہ پیش کیا۔جہاں کچھ روشن خیال اور تجدد پسند اہلِ علم کے خیالات ورجحانات کو سمجھنے کا موقع ملا۔اس کے بعد کچھ ایسی تحریکیں چلیں جن کے سبب مولانا نے قانون وشریعت کے موضوعات پر بھی لکھنا شروع کیا۔مولانا کی طبیعت میں یہ اضطراب تھا کہ جب تک کسی کام کو مکمل نہ کر لیتے طبیعت بے چین رہتی۔[5] آپ نے اس بات کی بھی وضاحت کی کہ طلاق اور تعدد ازدواج دو ایسے مسائل ہیں جن کو آج کے دور میں منظم طور پر اسلام کے خلاف پروپیگنڈا کرنے کے لئے استعمال کیا جا رہا ہے۔ہندوستان کی حکومت ان کو ترغیب وترہیب کے طریقوں کو استعمال کر کے بدلنے پر تلی ہوئی ہے۔مولانا نے یہ کہا کہ ۱۹۸۶ء میں مسلم خواتین ایکٹ کے بعد اگرچہ یہ

تحریک دب گئی مگر اس کے شعلے پوری طرح بند نہیں ہوئے۔ مولانا اہلِ علم کی توجہ اس جانب مبذول کرواتے رہے کہ ایسی تحریکیں باقاعدگی سے چل رہی ہیں اور یہ اپنا کام اخبارات، سیمیناروں کے ذریعے کر رہی ہیں جن سے عوامی ذہن کو وقتاً فوقتاً ہموار کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ مولاناؒ نے اپنی کتب میں بہت سے فقہی مسائل کو بیان کرتے ہوئے اسلامی قانون و شریعت پر اچھوتے انداز میں بحث کی۔ اس آرٹیکل میں 'اسلامی قانون و شریعت کے متعلق مولانا محمد شہاب الدین ندوی کی قرآن فہمی اور منہج کا جائزہ' لیا گیا ہے۔

اسلامی شریعت کی برتری اور معقولیت کے سائنٹفک دلائل

مولانا نے اسلامی شریعت کی حقیقت و ماہیت پر نئے انداز سے روشنی ڈالی۔ اسلامی شریعت کی برتری اور معقولیت کے سائنٹفک دلائل پیش کر کے اسلامی شریعت کی ابدیت و عالمگیری کے حیران کن پہلو کو بیان کرنے کے ساتھ ساتھ بعض اعتراضات اور شبہات کا تحقیقی جواب دیا۔ آپ اسلامی شریعت کو ایک معجزہ قرار دیتے ہوئے اسے جدید علمی چیلنج کہتے ہیں نیز اسلامی شریعت کو ایسا قانون قرار دیتے ہیں جو کہ پوری نوع انسانی کی ہدایت ور ہنمائی اور فلاح و بہبود کرتا ہے جس کا دعویٰ کوئی دوسرا قانون نہیں کر سکتا۔ کیونکہ یہ قانون انسانی زندگی کے تمام شعبوں پر محیط ہونے کے ساتھ حد درجہ معقول معتدل اور مصلحت و حکمت سے بھرپور ہے۔ لہٰذا اس شریعت کے تمام احکام نہ صرف عقلی و معقولی ہیں بلکہ وہ محکم علمی بنیادوں پر قائم ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ یہ کامل، برتر اور دائمی قانون ہے جس میں تبدیلی محال ہے۔[6] مولانا اس آیتِ قرآنیہ کو نقل کرتے ہیں۔

﴿ إِنَّ ٱلَّذِينَ يُجَادِلُونَ فِيٓ آيَاتِ ٱللَّهِ بِغَيْرِ سُلْطَانٍ أَتَاهُمْ إِن فِي صُدُورِهِمْ إِلَّا كِبْرٌ مَّا هُم بِبَالِغِيهِ فَٱسْتَعِذْ بِٱللَّهِ إِنَّهُ هُوَ ٱلسَّمِيعُ ٱلْبَصِيرُ ﴾[7]

(جو لوگ بغیر کسی دلیل کے جو ان کے پاس آئی ہو اللہ کی آیتوں میں جھگڑتے ہیں ان کے دلوں میں اور کچھ نہیں ایسی بڑائی ہے جسکو وہ پہنچنے والے نہیں تو اللہ کی پناہ مانگو۔ بے شک وہ سننے والا ہے دیکھنے والا ہے)۔

اس کے حوالے سے یہ بیان کرتے ہیں کہ اللہ کے احکام کو کسی بھی دور میں صحیح علمی و عقلی استدلال کے ذریعے چیلنج نہیں کیا جا سکتا۔ '۔۔۔اللہ کی آیات (یعنی نظامِ فطرت کے دلائل اور نظامِ شریعت کے احکام) میں جھگڑنے والوں کے پاس سرے سے کوئی دلیل و حجت موجود نہیں ہے (سوائے بعض منفی قسم کے شبہات و اعتراضات کے)۔ تو یہ نوعِ انسانی کے لئے درحقیقت ایک چیلنج ہے کہ وہ اپنے 'علمی و عقلی دلائل' لے کر اس میدان میں آئیں اور خدا کی باتوں کو صحیح منطقی استدلال کی بنا پر غلط ثابت کر دکھائیں۔'[8] مولانا نے اس آیتِ قرآنیہ کو نقل کیا:

﴿ قُلْ فَلِلَّهِ ٱلْحُجَّةُ ٱلْبَالِغَةُ فَلَوْ شَآءَ لَهَدَاكُمْ أَجْمَعِينَ ﴾[9]

(کہہ دو کہ اللہ ہی کی حجت غالب ہے پھر وہ چاہتا تو تم سب کو ہدایت دے دیتا۔)

اس کے علاوہ کچھ مزید آیاتِ قرآنیہ کے ذریعے یہ بھی بتاتے ہیں کہ اسلامی شریعت حد درجہ معقول ہے اور علم و عقل کی مضبوط بنیادوں پر قائم ہے۔ طلاق کی بحث میں فقہی قانون کی معقولیت کو تمام بحث کے آخر میں اس طرح بیان کرتے ہیں کہ مرد جب اللہ کے قانون کی خلاف ورزی کر کے غیرت خداوندی کو للکارتا ہے تو پھر ایسے نافرمان اور

ناقدرے شخص کے جذبہ غیرت وخوداری کو ٹھیس پہنچا کر اس کو سزا دی جاتی ہے کہ ایسے شخص کی بیوی کو اس کے نکاح سے نکال کر دوسرے شخص کے نکاح میں بھیجا جاتا ہے۔ مولانا اس اعتبار سے اس قانون کو معقول اور سائنٹفک قرار دیتے ہیں۔[10]

اس بحث کے دوران مولانا یہ بھی واضح کرتے ہیں کہ اس سلسلے میں عیسائیوں اور اہلِ یورپ کا طرزِ عمل اور اسلام پر اعتراضات بالکل غلط اور کھوکھلے ہیں۔ ستم ظریفی تو یہ کہ مستشرقین کے اعتراضات سے مرعوب و متاثر ہو کر جدید تعلیم یافتہ طبقہ بھی اسلام پر اس طرح کے اعتراضات کرتا ہے۔ گویا کہ فطری قوانین سے مطابقت رکھنا اسلام کا ایک نقص ہے۔ مگر مولانا اس بات پر مسرور تھے کہ رفتہ رفتہ اندھی تقلید اور تعصب کے بادل چھٹ رہیں ہیں۔ اعتراضات و شبہات کا پردہ چاک ہو رہا ہے۔ اور جن لوگوں کی عقل سے پردے ہٹ رہیے ہیں وہ بہت سے اسلامی قوانین کے حق میں آواز بلند کرتے دکھائی دیتے ہیں۔ مولانا کے مطابق بیسویں صدی میں اسلامی قانون کی مقبولیت کے لیے فضا سازگار ہو رہی ہے اور ان شاء اللہ اکیسویں صدی 'اسلامی شریعت کی صدی' ہو گی۔ اسلامی قانون کو ایک حیات بخش قانون قرار دیتے ہوئے لکھتے ہیں '۔۔۔ اسلام دینِ فطرت ہے، یعنی اس کے تمام احکام و قوانین فطری ہیں، جن میں دیگر مذاہب کی طرح سختی وشدت اور پیچیدگی موجود نہیں ہے۔ چنانچہ اس کے تمام احکام انتہائی درجہ سادہ اور متوازن ہونے کے ساتھ ساتھ حد درجہ معقول، حکیمانہ اور حیات بخش بھی ہیں، جن پر عمل کر کے انسانی معاشرہ ابدی سعادتوں سے متمتع ہو سکتا ہے۔'[11]

اسلامی شریعت نہایت معقول اور حکیمانہ بنیادوں پر قائم ہے۔ ان میں دقیانوسیت اور بے عقلی کی کوئی بات نہیں، مولانا اس بات پر زور دیتے ہیں کہ تمام اسلامی احکام علم و عقل کی روشنی میں دن بدن نکھر کر سامنے آرہے ہیں اور ان کی اہمیت وافادیت کی وجہ سے ترقی یافتہ قومیں تک ان کو اپنانے پر مجبور ہو رہی ہیں۔ یہ اسلامی شریعت سے ناواقف ہونے کا ثبوت ہے کہ اسے فرسودہ، آوٹ آف ڈیٹ یا رجعت پسند قرار دیا جائے۔ آپ اس بات پر حیرانگی کا اظہار کرتے ہیں کہ خوبیوں سے لبریز وہ اسلامی احکام جو ہر دور کے لیے کارآمد اور مفید ہیں انہیں صرف اور صرف مذہبی یا قومی تعصب اور پروپگنڈے کے زور پر ناکارہ ثابت کیا جاتا ہے۔ ایسے لوگ دلیل سے بات نہیں کر سکتے۔

> "اسلامی احکام و مسائل پر گفتگو علم و عقل کی روشنی میں اور مثبت بنیادوں پر ہونی چاہئے۔ نہ کہ منفی بنیادوں پر اور جھوٹے الزامات عائد کر کے۔ قرآنِ مجید چونکہ سراپا دلیل و برہان ہے، اس لئے وہ دلیل و استدلال کے مختلف طریقوں سے کام لیتا ہے اور ایسے لوگوں سے علمی و عقلی دلائل طلب کرتا ہے۔ اور جو لوگ بغیر کسی علمی و عقلی دلیل کے کسی مسئلے پر گفتگو کرنا چاہتے ہوں ان کی سخت مذمت کرتے ہوئے کہتا ہے کہ ایسے لوگ محض تکبر کی بنا پر ایسا کرتے ہیں، اور ایسے لوگوں کے دل 'نامختون' یا 'مہر شدہ' ہیں۔ کیونکہ قبولِ حق سے مسلسل اعراض وانکار کے باعث ان کے دلوں پر خود بخود مہر لگ گئی ہے۔"[12]

اسلامی قانون و شریعت مدلل، معقول اور پر از حکمت

موجودہ دور اور اس کے تقاضوں کے لحاظ سے اسلامی شریعت کی عظمت و برتری کا صرف زبانی جمع خرچ اور دعویٰ کرنا کافی نہیں بلکہ اس کے لیے ضروری ہے کہ عالمِ انسانی پر اسلامی شریعت کی ضرورت و اہمیت، حکمتوں و مصلحتوں کو علمی و عقلی دلائل کی روشنی میں اجاگر کیا جائے۔ مسلمانوں کے عمل کی کمزوری کی وجہ سے جو اسلامی اقدار (values) متاثر ہوئی ہیں ان کا درست تعارف کرایا جائے۔ مولانا شرعی احکام کی حکمتیں معلوم کرنے پر بہت زور دیتے ہیں '۔۔۔۔۔ موجودہ دور میں قرآن مجید ہی وہ واحد صحیفۂ ربانی ہے جس نے دینی معاملات اور شرعی احکام میں غور و فکر کر کے ان کی عقلی حکمتیں اور مصلحتیں معلوم کرنے پر بہت زور دیا ہے۔ تاکہ اس کے ذریعہ ایک طرف اسلامی شریعت کی معقولیت ثابت ہو تو دوسری طرف نوع انسانی پر اس کی عظمت و برتری کے نقوش بھی واضح ہو سکیں۔ اس حیثیت سے دین میں عقل و دانش کی بہت زیادہ اہمیت ہے۔'[۱۳] اسلامی قانون اور شریعت میں انسانی فطرت اور مختلف طبائع کا پورا لحاظ رکھا گیا ہے گویا یہ حکمت و بصیرت سے لبریز ہے۔ اس پر بحث کرتے ہوئے مولانا ان آیاتِ قرآنیہ کو نقل کرتے ہیں:

﴿ ذَٰلِكَ مِمَّآ أَوْحَىٰٓ إِلَيْكَ رَبُّكَ مِنَ ٱلْحِكْمَةِ وَلاَ تَجْعَلْ مَعَ ٱللَّهِ إِلَٰهاً آخَرَ فَتُلْقَىٰ فِى جَهَنَّمَ مَلُوماً مَّدْحُوراً ﴾[۱۴]

(اے پیغمبر یہ ان ہدایتوں میں سے ہیں جو اللہ نے حکمت کی باتیں تمہاری طرف وحی کی ہیں اور اللہ کے ساتھ کوئی اور معبود نہ بنانا کہ ایسا کرنے سے ملامت زدہ اور راندہ درگاہ بنا کر جہنم میں ڈال دیئے جاوگے)۔

﴿ هُوَ ٱلَّذِى بَعَثَ فِى ٱلْأُمِّيِّينَ رَسُولاً مِّنْهُمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ ٱلْكِتَابَ وَٱلْحِكْمَةَ وَإِن كَانُواْ مِن قَبْلُ لَفِى ضَلاَلٍ مُّبِينٍ ﴾[۱۵]

(وہی تو ہے جس نے ان پڑھوں میں انہی میں سے ایک پیغمبر بھیجے جو ان کے سامنے اس کی آیتیں پڑھتے اور ان کو پاک کرتے اور انہیں کتاب و حکمت کی تعلیم دیتے ہیں اور اس سے پہلے تو یہ لوگ کھلی گمراہی میں تھے)۔

ان آیات کی روشنی میں مولانا نے اللہ تعالیٰ کے علم و حکمت پر روشنی ڈالتے ہوئے لکھا کہ 'ان محکم اور ناقابلِ تغیر احکام کے وجود کا ایک اور لازمی اور منطقی تقاضا یہ بھی ہے کہ اس عالمِ ہست و بود میں ایک ایسی علیم و حکیم ہستی کا وجود بھی ہے جس کے علم میں کسی قسم کا ردوبدل نہیں ہو رہا ہے بلکہ ان احکام کی کاملیت اور دوامیت ہی کے ملاحظہ سے ایک نکتہ رس نگاہ اس نکتہ تک ضرور پہنچ سکتی ہے کہ ایسے لازوال احکام یقیناً علم و حکمت کا نمونہ ہیں اور ان کا قانون ساز علم و حکمت کے اعلیٰ مرتبے پر فائز ہے۔'[۱۶] طلاق کے متعلق بحث کرتے ہوئے مولانا فرماتے ہیں کہ اسلام میں طلاق سے متعلق چند قیدیں اور شرطیں رکھی گئی ہیں جس سے اسلامی شریعت کی حکمت و مصلحت ظاہر ہوتی ہے:

> "۔۔۔ یہ قیود و شرائط اسلام کا تکمیلی کارنامہ ہیں، جن کی بنا پر اسلامی شریعت دیگر تمام مذاہب سے ممتاز نظر آتی ہے۔ اور یہ قوانین یقیناً اسلام کے ترقی یافتہ اور عقلی و سائنٹفک مذہب ہونے کی علامت ہیں، جن میں نام نہاد رجعت پسندی یا تاریک خیالی کی کوئی بات موجود نہیں ہے۔ بلکہ

حقیقت واقعہ کے اعتبار سے دیکھا جائے تو نظر آئے گا کہ عصرِ جدید کی متمدّن قومیں بھی بتدریج اسلام کے عائلی قوانین اور خاص کر اس کے قانونِ طلاق سے اخذ و استفادہ پر مجبور نظر آ رہی ہیں۔ جیسا کہ مختلف مختلف مغربی ملکوں کے جدید قوانین سے ظاہر ہوتا ہے۔"[۱۷]

مولانا آیاتِ قرآنیہ کو درج کر کے پھر ان کی روشنی میں یہ بیان کرتے ہیں کہ اسلامی قانون اور شریعت مدلل، معقول اور پر از حکمت قانون ہے۔آپ شرعی مسائل میں شخصیت پرستی کی بجائے دلائل کو پیشِ نظر رکھنے کی تاکید کرتے تھے۔

اسلامی قانون کی خصوصیات

مولانا نے اسلامی قانون کی بہت سی خصوصیات میں سے چند کو کچھ اس طرح سے بیان کیا:

۱۔ اسلام ایک مکمل ضابطہء حیات ہے۔ (سورۃ المائدہ ۳)

۲۔ وہ ہدایت و رحمت سے بھرپور ہے۔ (سورۃ الاعراف ۵۲)

۳۔ وہ ایک حیات پرور ضابطہ ہے۔ (سورۃ الانفال ۲۴)

۴۔ وہ معقول یا قابلِ تحسین امور (معروف) پر مشتمل ہے۔ (سورۃ الاعراف ۱۵۷)

۵۔ وہ نامعقول باتوں یا امورِ ناشناس (منکر) سے خالی ہے۔ (سورۃ الاعراف ۱۵۷)

۶۔ وہ پاکیزہ چیزوں (طیبات) کا مجموعہ ہے۔ (سورۃ الاعراف ۱۵۷)

۷۔ وہ ناپاک چیزوں (خبائث) سے عاری ہے۔ (سورۃ الاعراف ۱۵۷)

۸۔ وہ معتدل و متوسط ضوابط (عدل) کا حامل ہے۔ (سورۃ النحل: ۹۰)

۹۔ اس کے ضوابط آسان ہیں (سورۃ البقرہ: ۱۸۵)

۱۰۔ اسلامی قانون میں کوئی "حرج" یعنی تنگی نہیں ہے۔ (سورۃ المائدہ ۶، سورۃ الحج ۷۸)

۱۱۔ وہ حکمت و مصلحت سے بھرپور ہے۔ (سورۃ بنی اسرائیل ۳۹)[۱۸]

مولانا جن باتوں پر بحث کرتے ہیں ان کے ثبوت کے طور پر بھی کچھ پیراگراف لکھتے ہیں جیسے اسلامی شریعت پر بحث کے بعد لکھتے ہیں۔'ان تمام اعتبارات سے ثابت ہوتا ہے کہ اسلامی شریعت اپنی جگہ کامل اور اعلیٰ تر ہے، جو لازوال بنیادوں پر قائم ہے۔اور یہ تمام خصوصیات ظاہر کرتی ہیں کہ ان قوانین کو پیش کرنے والا بجائے خود اپنی جگہ پر کامل، اعلیٰ تر اور لازوال ہے، جس کے علم میں کوئی تبدیلی واقع نہیں ہو رہی۔ بلکہ اس کے علم میں 'ٹھہراؤ' بھی ہے اور ماضی، حال اور مستقبل کے احوال و کوائف کا احاطہ بھی۔'[۱۹] مختلف فقہی مسائل پر بحث کرتے ہوئے مولانا اسلامی قانون کی خصوصیات کو بھی بیان کرتے ہیں۔ جیسے قانونِ طلاق پر بحث کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ دنیا کے کسی بھی مذہب اور کسی بھی قانون کے برعکس یہ صرف اسلامی قانون ہی کی خصوصیت ہے کہ بیوی کو طلاق دے چکنے کے بعد بھی رجوع کرنے کا دروازہ بند نہیں ہو جاتا۔ بلکہ دی ہوئی طلاق کو واپس لے کر مطلقہ کو دوبارہ بیوی بنانے کا حق پوری طرح باقی رہتا ہے۔اس طرح

مولانا اسلامی قانون کو انوکھا اور برتر قانون ثابت کرتے ہوئے اس کو من جانب اللہ ہونے کی دلیل کے طور پر بھی پیش کرتے ہیں۔

فقہی احکام و مسائل کی اقسام اور اہمیت

مولانا فقہی احکام و مسائل کو دو اقسام میں تقسیم کرتے ہیں۔ پہلی قسم قرآن و حدیث کے منصوص احکام کی تشریح و توضیح پر مشتمل ہے۔ ان میں اختلافِ رائے کی گنجائش موجود ہے۔ مگر ان احکام میں بجائے خود کوئی تبدیلی نہیں ہو سکتی کیونکہ وہ شریعت کی اصل و اساس ہیں لہٰذا ان میں ترمیم و اضافے کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔ البتہ دلائل کی قوت کی بنا پر کسی ایک فقیہہ کی رائے کو ترجیح حاصل ہو سکتی ہے۔ دوسری قسم کے احکام و مسائل قیاسی و اجتہادی ہیں۔ ان مسائل میں دلائل کی بنیاد پر ترمیم و اضافے کی گنجائش ہوتی ہے، نیز ان کی روشنی میں نئے مسائل کا حل بھی نکالا جا سکتا ہے۔ مگر یہ کام صرف علماء کا ہے۔ لہٰذا اس کام کو اجتماعی طور پر انجام دینے لیے جید اور صاحبِ نظر علماء کا ایک بورڈ ہونا چاہیے۔[۲۰] مولانا موجودہ دور میں 'اجتہاد' اور 'اصلاح و تبدیلی' کا بے جا دعویٰ کرنے والوں کی بنیادی غلطیوں کی نشاندہی بھی کرتے ہیں۔

مولانا نے اسلامی شریعت کے مزاج، اس کے ابدی اصولوں، اس کی بعض امتیازی خصوصیات، اجتہاد کی حقیقت و ماہیت، موجودہ دور میں اس کی ضرورت و اہمیت اور اس کے شرائط و مبادی وغیرہ پر بحث کی۔ بعض غلط رجحانات اور تحریکات کا جائزہ لینے کے ساتھ ساتھ غلط افکار و نظریات پر تنقید بھی کی ہے۔ مولانا کے مطابق موجودہ دور میں اسلامی تعلیمات اور اسلامی قانون کو نئے قالب اور نئے پیرہن میں پیش کیا جائے۔ پچھلی کچھ دہائیوں سے جدید تعلیم یافتہ حلقے اس پروپیگنڈے میں مصروف ہیں کہ اسلامی شریعت کے بعض حصوں (پرسنل لا) میں اصلاح اور تبدیلی کی جائے۔ ان کا دعویٰ ہے کہ یہ حالات اور زمانے کا ساتھ نہیں دے سکتے کیونکہ یہ قوانین آزادیِ نسواں اور حقوقِ خواتین سے متصادم ہیں۔ یہ نام نہاد اصلاح پسند اسلامی قوانین کو بدل کر ان کی اصلاح اس طرح کرنا چاہتے ہیں کہ یہ 'لنگڑے لولے' اور بالکل 'بے ضرر' ہو جائیں۔ ایسے مطالبے غیر مسلموں کے ساتھ ساتھ بعض مسلم دانشوروں کی طرف سے بھی ہوتے ہیں۔ وہ اجتہاد کے نام پر اس قسم کی تبدیلی کے خواہاں ہیں۔ اس بارے میں مولانا یوں لکھتے ہیں:

"۔۔۔ حالانکہ اجتہاد کا بنیادی اصول یہ ہے کہ قیاس و اجتہاد صرف انہی مسائل میں ہو سکتا ہے جو غیر منصوص ہوں۔ یعنی جن مسائل کی تصریح میں قرآن اور حدیث خاموش ہوں ان میں ان دونوں کی روح کو پیشِ نظر رکھ کر غیر منصوص یعنی غیر مذکور مسائل کا حکم معلوم کرنے کا نام اجتہاد ہے۔ یہ نہیں کہ مذکور شدہ احکام و مسائل ہی کو بدل دیا جائے یا انہیں معطل کر دیا جائے۔ اس کا نام اجتہاد نہیں بلکہ دین کی تحریف و تنسیخ ہے۔ اور یہ کام صرف شارع کا ہے کہ وہ اپنے جس حکم کو چاہے منسوخ کر سکتا ہے اور جس کو چاہے برقرار رکھ سکتا ہے۔ لہٰذا ایک مجتہد کبھی شارع نہیں بن سکتا اور وہ اس منصب پر کبھی فائز نہیں ہو سکتا۔"[۲۱]

اگرچہ اسلامی قانون ہر مسئلے کا احاطہ لفظاً نہیں کرتا مگر اصولی اور معنوی طور پر ضرور کرتا ہے۔اس قانون میں موجود اصولی قوائد و احکام کی مدد سے ہر دور کے نئے مسائل کا حل معلوم کیا جا سکتا ہے۔ مولانا فقہی احکام و مسائل کو قرآنِ مجید کی روشنی میں بیان کرتے ہیں اور اس سلسلے میں اسلامی فقہ و قانون کی اہمیت کو یوں بیان کرتے ہیں:

"یہ بات خوب اچھی طرح سمجھ لینی چاہئے کہ قرآن مجید ایک حد درجہ مختصر اور بلیغ کلام ہے، جس میں تمدّن و معاشرت کے سارے اُصول واحکام مذکور نہیں ہیں۔ بلکہ اس میں چند ضروری اور بنیادی نکات کا بیان موجود ہے، جو شریعت و قانون کے اساسی تصوّرات اور ربّانی حکمت و فلسفے کی تشریح و تعبیر کرتے ہیں۔اور اس اعتبار سے قرآنی دفعات CLAUSES کی حیثیت ایک دستورِ اساسی کی سی ہے، جس کی تشریح و تفصیل حدیثِ رسول میں کی گئی ہے۔اور ان احکام و مسائل کی مزید تنقیح و توضیح فقہائے اسلام نے شریعت کے تفصیلی دلائل کے ساتھ باب وار بیان کی ہے۔اور اس طریقہ کار میں بہت بڑی حکمت و دانش مندی کا مظاہرہ دکھائی دیتا ہے، جس کی وجہ سے اسلامی فقہ و قانون ISLAMIC LAW دنیا کے تمام قوانین و شرائع میں ممتاز نظر آتا ہے۔ کیونکہ عقلی واستدلالی حیثیت سے اس میں جس دِقّت نظر اور دقیقہ سنجی کا ثبوت دیا گیا ہے وہ انسانی عقل کو ہر دور میں صیقل کرنے والی اور اس کی دانش مندی کو مہمیز لگانے والی ہے۔اور اس سے زیادہ کا تصور حدِّ بشریت سے باہر ہے۔"[۲۲]

مولانا کے مطابق اس بات میں کوئی مضائقہ نہیں کہ کوئی عالم قرآنی آیت کے فہم سے کوئی مطلب اخذ کرے اور کوئی دوسرا کوئی اور۔ آپ اسے 'فہم نصوص' کا اختلاف کہتے تھے اور ایسا ہونا قرآنی آیات میں بڑی وسعت اور لچک کو ظاہر کرتا ہے۔ کیونکہ یہ کلیات کی حیثیت رکھتی ہیں جن سے جزی احکام وضع کیے جا سکتے ہیں۔ مولانا قیاس واجتہاد کی حقیقت کو اس طرح بیان کرتے ہیں کہ یہ تشریح و تفسیر سے زائد ہے جس کے لیے قرآنِ مجید اور حدیثِ رسولؐ سے نئے مسائل کا حل اخذ کیا جاتا ہے۔ قرآنِ مجید میں مذکور بعض احکام کی علتیں بیان ہوئی ہیں۔ جن کی بنیاد پر نئے مسائل کا حل معلوم کیا جاتا ہے۔ جیسا کہ یہ آیاتِ مبارکہ ہیں:

﴿ يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوٓاْ إِنَّمَا ٱلْخَمْرُ وَٱلْمَيْسِرُ وَٱلْأَنصَابُ وَٱلْأَزْلَٰمُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ ٱلشَّيْطَٰنِ فَٱجْتَنِبُوهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ إِنَّمَا يُرِيدُ ٱلشَّيْطَٰنُ أَن يُوقِعَ بَيْنَكُمُ ٱلْعَدَٰوَةَ وَٱلْبَغْضَآءَ فِى ٱلْخَمْرِ وَٱلْمَيْسِرِ وَيَصُدَّكُمْ عَن ذِكْرِ ٱللَّهِ وَعَنِ ٱلصَّلَوٰةِ فَهَلْ أَنتُم مُّنتَهُونَ ﴾[۲۳]

(اے ایمان والو شراب اور جوا اور بت اور پانسے یہ سب ناپاک کام اعمال شیطان سے ہیں سو ان سے بچتے رہنا تاکہ تم کامیاب ہو جاو۔ شیطان تو یہ چاہتا ہے کہ شراب اور جوئے کے سبب تمہارے آپس میں دشمنی اور رنجش ڈلوادے اور تمہیں اللہ کی یاد سے اور نماز سے روک دے تو کیا تم لوگ ان کاموں سے باز آو گے)

اس سلسلے میں مولانا نے تفصیل سے سورۃ المائدہ کی ان آیات سے شراب کی حرمت پر بحث کرتے ہوئے اس کے علاوہ دوسری نشے والی چیزوں کا ذکر کرتے ہوئے بہت سی چیزوں کے نام لے کر بتایا کہ یہ اشیاء بھی اس حکم میں داخل ہیں۔

اس آیتِ مبارکہ ، احادیثِ رسولؐ، اصولِ فقہ اور فقہ کی کتب کی بحث کے بعد آخر میں مولانا پھر اپنے ابتدائی موضوع کی طرف لوٹتے ہیں اور نتیجہ یوں اخذ کرتے ہیں :

"یہ ہے اسلامی نقطہ نظر سے قیاس واجتہاد کی صحیح حقیقت وماہیت کہ وہ جدید مسائل ومشکلات جن سے انسانی معاشرہ کسی دور میں دوچار ہوتا ہے، ان کا شرعی نقطہ نظر سے حکم معلوم کرنا یا ان مسائل کے تعلق سے شریعت کا نقطہ نظر واضع کرنا۔ ظاہر ہے کہ یہ نہ صرف ایک انسانی اور تمدنی ضرورت ہے بلکہ خود ایک شرعی وفقہی ضرورت بھی ہے۔ کیونکہ شریعت نوعِ انسانی کی رہنمائی کے لئے نازل کی گئی ہے لہٰذا نئے نئے مسائل میں انسان کی رہنمائی کرنا شریعت کا فرض ہے۔ اور یہ فریضہ ہر دور میں اہلِ شریعت پر عائد ہوتا ہے کہ ان کے درمیان ہر دور میں ایسے مجتہد ضرور موجود ہوں جو نئے نئے مسائل کا حل معلوم کرکے عالمِ انسانی کی صحیح رہنمائی کرتے رہیں۔ ورنہ شریعت کے دعوائے کمال ودوام پر حرف آسکتا ہے۔ ظاہر ہے کہ ایک کامل اور دائمی شریعت کا مطلب یہی تو ہے کہ وہ ہمیشہ مشکل مسائل اور قضیہ جات کو اپنے ابدی اصولوں کی روشنی میں حل کرتی رہے۔ اس لحاظ سے اہلِ شریعت کی ذمہ داریاں بہت زیادہ ہیں۔ لہٰذا اب انہیں اپنی ذمہ داریوں کو پوری طرح محسوس کرتے ہوئے اس میدان میں پیش رفت کرنا چاہئے۔" [۲۴]

قوانینِ شریعت ناقابلِ تغیر

مولانا یہ سوال اٹھاتے ہیں کہ قوانینِ شریعت ناقابلِ تغیر کیوں؟ پھر انتہائی خوبصورت مدلل اور تحقیقی انداز میں پہلے اس سوال کا سادہ اور عام فہم جواب دیتے ہیں اس کے بعد اس سوال کے دو تحقیقی جواب دیتے ہیں۔ پہلے جواب کا خلاصہ یہ ہے کہ مختلف تہذیبوں اور قوانین کی طرح اسلامی قانون کسی انسانی کوشش اور ارتقائی عمل کا نتیجہ نہیں ہے۔ انسانی وضعی قوانین میں تغیر اور ارتقا کا عمل مسلسل جاری ہے جبکہ قوانینِ شریعت اپنی کامل شکل میں جلوہ نما ہوئے۔ اور آج بھی کامل، برتر اور قابلِ عمل ہیں۔ اسلامی شریعت کے اس معجزے پر علمی دنیا حیرت زدہ ہے۔ دوسرا تحقیقی جواب یوں بیان کرتے ہیں'۔۔ تخلیق (creation) اور تشریع (legislation) دونوں خدائی عمل ہیں۔ لہٰذا جس طرح دنیائے فطرت (nature) میں جاری شدہ قوانینِ فطرت (laws of nature) ناقابلِ تغیر ہیں، اسی طرح قوانینِ شریعت بھی ناقابلِ تبدیل ہیں۔ کیونکہ جس ہستی نے عالمِ طبیعی کا ضابطہ جاری کیا ہے۔ اسی نے قوانینِ شریعت بھی وضع کئے ہیں۔' [۲۵] مولانا اس سلسلے میں پیدا ہونے والے اشکلات کو بیان کرکے ان کے جوابات آیاتِ قرآنیہ کے ذریعے بیان کرتے ہیں۔ ان دو تحقیقی جوابات کے علاوہ مولانا خدائی قانون کا معجزہ ہونے کے تحت ایک تیسرا جواب تاریخی اعتبار سے یوں بیان کرتے ہیں۔'۔۔۔ اہلِ اسلام کے تیرہ سو سالہ دورِ حکومت میں انہیں اپنے معاشرتی و اجتماعی معاملات میں کسی دوسرے دین ومذہب یا دوسری قوموں کے قوانین مستعار لینے کی ضرورت پیش نہیں آئی۔ بلکہ فقہائے کرام نے اسلامی شریعت کی روشنی میں اور اس کے بنیادی اصولوں کو پیش نظر رکھ کر وہ تمام تفصیلی احکام و قوانین وضع کر لئے جن کی اسلامی ریاست اور اسلامی معاشرے کی ضرورت پیش آئی۔' [۲۶]

اسلامی اور انسانی قانون

مولانا انسانی قانون اور خدائی قانون میں بنیادی اور جوہری فرق واضح کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ ان میں سے کسی کو دوسرے پر قیاس نہیں کیا جا سکتا۔ اسلامی قانون اللہ کا بنایا ہوا ہے جو فطری اور معقول اصولوں پر مبنی ہے لہٰذا اس میں اعتدال اور توازن ہے۔ جس کی وجہ سے انسانی جدید قوانین اسلامی شریعت سے شعوری یا غیر شعوری طور پر اخذ و استفادہ کرتے دکھائی دیتے ہیں۔ اسلامی قانون دنیا کے دیگر قوانین کے مقابلے میں فرسودہ نہیں بلکہ یہ ابتدا سے ہی مکمل شکل میں ظاہر ہوا۔

شریعت اسلامی اور انسانی قانون کے بنیادی فرق کے متعلق مولانا کی بحث کا خلاصہ کچھ یوں ہے۔ اول یہ کہ انسانی قانون انسان کا وضع کردہ ہوتا ہے جبکہ شریعت من جانب اللہ ہوتی ہے۔ دوم قانون چند عارضی قواعد پر مشتمل ہوتا ہے جو کہ بدلتے زمانے کے ساتھ ناکارہ ہو جاتے ہیں۔ جبکہ اسلامی شریعت کے قواعد ہمیشہ تنظیم جماعت کا باعث بنتے ہیں۔ سوم جماعت قانون کو وضع کر کے اس میں قومی عادات اور قومی روایات کے ذریعہ اس میں رنگ بھرتے ہیں۔ جبکہ اسلامی شریعت کسی جماعت کے ارتقا اور اس کے باہمی تعامل کا نتیجہ نہیں بلکہ یہ خدائی فعل ہے۔ الغرض انسانی قانون کا منتہائے کمال شریعت کا نقطہ آغاز ہے۔[27] مولانا جدید قانون کو اسلامی قانون سے پیچھے قرار دیتے ہیں۔ ان کے مطابق وضعی قانون اپنے بعض اصولوں کے بارے میں یہ کہتا ہے کہ یہ نئے نظریے ہیں۔ حالانکہ اسلامی قانون اس مقام پر چودہ سو سال پہلے سے ہے جس پر وضعی قانون اب پہنچ رہے ہیں۔ مثلاً ایک اصول یہ ہے کہ جماعت بنائی جائے اور اس کی رہنمائی اور تنظیم کی جائے۔ مولانا اسلامی شریعت کی کاملیت، برتری اور ابدیت کے اعتبار سے دیگر قوانین سے ممتاز ہونے کے دلائل بھی بیان کرتے ہیں۔ مثلاً نظریہ مساوات، مرد اور عورت کی برابری کا نظریہ، نظریہ آزادی، آزادی فکر، آزادی عقیدہ، آزادی رائے، طلاق کا نظریہ، نظریہ شوریٰ، نظریہ تحریم خمر، نظریہ معاہدات اور تحریری شہادت وغیرہ۔

مولانا نے کہا کہ تیرہ صدیاں گزرنے کے بعد اب عصر جدید نے اسلامی شریعت کے قانونِ طلاق کا نہ صرف اعتراف کیا بلکہ اس کو اپنایا بھی ہے۔ مولانا اس امید کا بھی اظہار کرتے ہیں کہ بیسویں صدی گزرنے سے پہلے ہی جوازِ طلاق کے وضعی قوانین کو وسعت دے کر شریعت کے نظریے کو مکمل طور پر اپنا لیا جائے۔ 'اب ہم یہ بات کہنے میں حق بجانب ہیں کہ جس وقت شریعت نے نظریہ طلاق کو پیش کیا اس وقت دنیا اس کو قبول کرنے کے لئے تیار نہیں تھی۔ لیکن شریعت میں اس نظریہ کا وجود شریعت کی تکمیل کا مقتضی تھا، کیونکہ ایک کامل اور دائمی شریعت ایسے نظریات کی حاجت مند رہتی ہے۔ اور اس قانون کے ذریعہ سوسائٹی کا معیار بڑھانا اور اسے ترقی و کمال کی شاہراہ پر ڈالنا مقصود ہے'[28]۔ مختلف مباحث میں مولانا اسلامی شریعت کے معجزہ ہونے کو مختلف مثالوں کے ذریعے اور آیاتِ قرآنیہ کی مدد سے بیان کرتے ہیں۔

اسلامی قانون کی اہلِ مغرب میں پسندیدگی

مولانا فقہی مسائل پر بحث کرتے ہوئے اسلامی قانون کی اہلِ مغرب میں پسندیدگی کو بیان کرتے ہیں۔ وہ اسلامی قانون سے متاثر نظر آتے ہیں۔ '۔۔۔ کیونکہ اسلامی قانون افراط و تفریط سے پاک ایک ایسا جامع اور متوازن قانون

ہے جس کے تصوّر سے دنیا کے تمام مذاہب خالی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ آج دنیائے علم وعقل میں اگر کسی قانون کی برتری تسلیم کی جاسکتی ہے تو وہ صرف اسلامی قانون ہے مغرب زدہ لوگ اگرچہ اپنی زبان سے اسلامی قانون کی لاکھ مذمت کریں مگر وہ 'پچھلے دروازے' سے اسلامی قانون کی طرف بڑھتے ہوئے نظر آتے ہیں۔"[29] مولانا اسلامی قانون کو چودہ سو سال گزرنے کے باوجود بوسیدہ اور فرسودہ نہیں کہتے بلکہ آج کے دور میں بھی اسے انتہائی اہم قرار دیتے ہوئے لکھتے ہیں:

"ظاہر ہے کہ موجودہ ترقی یافتہ دور میں ترقی یافتہ ملکوں اور قوموں کا ایک چودہ سو سالہ 'پرانے' قانون کی طرف رجوع کرنا اس بات کی ناقابلِ تردید دلیل ہے کہ اسلامی قانون نہ تو بوسیدہ ہے اور نہ رجعت پسندی کی علامت۔ بلکہ وہ بالکل عقلی، سائنٹفک، برتر اور حیرت انگیز قانون ہے، جو موجودہ ترقی یافتہ دور کی رہنمائی بھی بالکل اسی طرح کرسکتا ہے جس طرح کہ اس نے چودہ سو سال پہلے اپنا یہ فریضہ بدرجہ احسن انجام دیا تھا۔ اور اس لحاظ سے موجودہ دور کو بھی اسلامی قانون کی اتنی ہی ضرورت ہے جتنی کہ اب سے چودہ سو سال پہلے تھی۔"[30]

لہٰذا مولانا نے اسلامی شریعت کو ہر ملک اور ہر دو کے لئے صالح اور مفید قانون قرار دیا۔ اس بات کی ضرورت پر زور دیا کہ مسلمان شرح صدر اور پوری ایمانداری کے ساتھ نہ صرف اس پر عمل کریں بلکہ پہلے اس کا صحیح علم بھی حاصل کریں۔ اس طرح مسلمان ایک عملی نمونہ بن سکیں گے جس سے دنیا کی قومیں اسلامی قانون کی صلاحیت اور اس کی خوبیوں کا بھرپور نظارہ کرسکیں گی۔

اسلامی قانون وشریعت کا اجمال اور اس کی حکمتیں

مولانا اس بات پر زور دیتے ہیں کہ قرآن حکیم کے احکام میں دانائی و حکمت کا حیرت انگیز نمونہ موجود ہے۔ اس حکمت و دانائی کے ساتھ ساتھ ان میں معجزانہ حد تک اختصار بھی موجود ہے نیز ان میں موجود لچک اس حد تک ہے کہ اس کی تشریح میں کئی صفحات سیاہ کیے جاسکتے ہیں۔ اس کی مثال دیتے ہوئے مولانا قرآنِ حکیم کی ایک آیت[31] کو بطور مثال پیش کرتے ہیں کہ یہ آیت جامع اور اعجازی آیت کا درجہ رکھتی ہے جو کہ ہر قسم کے انسانی حقوق اور سوشل جسٹس کی بنیاد ہے۔ اس آیت مبارکہ کی تشریح فرمانے کے بعد آخر میں اصولِ عدل واحسان کے متعلق لکھتے ہیں:

"معاشرہ کی تعمیر و تطہیر کے لئے یہ اسلام کا ایک آئیڈیل اور اس کے اقدارِ حیات کا ایک اعلیٰ نمونہ ہے۔ اور یہ اتنا جامع اور قیمتی اصول ہے کہ اس کی نظیر دنیا کے دیگر مذاہب اور قوانین میں نہیں ملتی۔ غرض قرآنِ حکیم اس قسم کی جامع اور حکیمانہ آیات واحکام سے بھرا ہوا ہے۔ اور ان میں اس قدر لچک ہے کہ وہ وقت اور زمانے کی تبدیلیوں سے ان کی اثر اندازی میں کوئی فرق نہیں پڑ سکتا۔ بلکہ قانون اور فلسفہ قانون کی ترقی کے ساتھ ساتھ احکامِ شریعت میں مزید نکھار پیدا ہو جاتا ہے۔ چنانچہ موجودہ دور میں جہاں ہر جگہ معاشرتی، اجتماعی، قومی، نسلی، مذہبی، سیاسی اور بین الاقوامی برائیاں پھیلی ہوئی ہیں، ان کے استیصال کا واحد نسخہ اس آیتِ کریمہ کی تعمیل ہے۔ اور اس اعتبار سے یہ حکمِ ربّانی بلا تفریق مذہب وملت پوری نوعِ انسانی

کے لئے نسخہ کیمیا اور آبِ حیات کا درجہ رکھتا ہے۔ اور اس پر عمل کر کے دنیا کے تمام انسان چین وسکون کا سانس لے سکتے ہیں۔"[۳۲]

مولانا نے اس موقع پر اس آیت کی جامعیت کو انتہائی خوبصورت انداز میں ازدواجی زندگی میں حسن سلوک پر بھی منطبق کیا اور پھر اس پر اس حوالے سے بحث کی کہ اس آیت میں ذکر کردہ اصولِ اعتدال اور احسان کو ایسے اعلیٰ اخلاقی اصول قرار دیا جو کہ تمام معاملاتِ زندگی کو خوشگوار بنانے کے لئے مطلوب ہیں۔ آپ قرآنِ حکیم کی آیات کے ذریعے اسلامی معاشرت کی اخلاقی تعلیمات کے اصول بیان کرتے ہیں جیسا کہ اس میں ذکر کیا۔ 'اس طرح یہ آیتِ کریمہ مقصدِ نکاح پر بھی بخوبی روشنی ڈال رہی ہے کہ نکاح دراصل مرد اور عورت کے درمیان ہمیشگی اور دوامی صحبت کے طور پر ہونا چاہئے اور اس راہ کی مشکلات کو صبر واستقامت کے ساتھ برداشت کرنا چاہئے۔ اور اس اعتبار سے یہ اسلامی معاشرت کی ایک بے نظیر اخلاقی تعلیم اور اس کا ایک بیش قیمت اصول ہے۔'[۳۳]

الغرض مولانا نے فقہی احکام ومسائل، فقہائے مفسرین کے اقوال، مختلف فقہی مکاتب اور ان کے طرزِ استنباط کے بیان کرنے میں تفسیر 'الجامع الاحکام القرآن' اور 'تفسیر کبیر' سے خصوصی استفادہ کیا۔ مولانا نے اسلامی شریعت و قانون کی حقیقت وماہیت پر ایک نئے انداز سے روشنی ڈالی۔ آپ نے اسلامی شریعت کی معقولیت اور برتری کے سائنٹفک دلائل پیش کر کے اس کی ابدیت وعالمگیریت کے حیران کن پہلو بیان کرنے کے علاوہ بعض اعتراضات اور شبہات کے تحقیقی جوابات بھی دیئے۔ آپ اسلامی شریعت کو ایک معجزہ قرار دیتے ہوئے اسے جدید علمی چیلنج قرار دیتے تھے۔ اسلامی قانون کی خصوصیات کو بیان کر کے اس کے مدلل، معقول اور پر از حکمت ہونے کو بیان کرتے۔ مولانا نے اسلامی قانون کے اجمال اور اس میں پوشیدہ حکمتوں کو بیان کرتے ہوئے اسلامی اور انسانی قانون کے تفرق کو بھی بیان کیا۔ مولانا نے اہلِ مغرب میں اسلامی قانون کی بڑھتی ہوئی پسندیدگی اور غیر متعصب علمی حلقوں کا اس کے لئے آواز بلند کرنے کی وجہ سے پر امید تھے کہ اکیسویں صدی 'اسلامی شریعت کی صدی ہو گی۔

نتائج

۱۔ مولانا محمد شہاب الدین ندوی نے اسلامی شریعت کی حقیقت وماہیت پر نئے انداز سے روشنی ڈالی۔

۲۔ مولاناؒ نے اسلامی شریعت کی برتری اور معقولیت کے سائنٹفک دلائل پیش کر کے اسلامی شریعت کی ابدیت و عالمگیریت کے حیران کن پہلوؤں کو بیان کرنے کے ساتھ ساتھ بعض اعتراضات اور شبہات کا تحقیقی جواب دیا۔

۳۔ مولاناؒ نے اسلامی شریعت کو ایک معجزہ قرار دیتے ہوئے اسے جدید علمی چیلنج قرار دیا۔

۴۔ مولاناؒ نے اسلامی شریعت کو ایسا قانون قرار دیا جو کہ پوری نوع انسانی کی ہدایت ورہنمائی اور فلاح وبہبود کرتا ہے جس کا دعوی کوئی دوسرا قانون نہیں کر سکتا۔

۵ ۔ مولاناؒ نے اسلامی قانون وشریعت کے حد درجہ معقول، معتدل اور مصلحت وحکمت سے بھرپور ہونے کی مثالیں پیش کیں۔

۶۔ مولاناؒ نے شریعت کے تمام احکام محکم علمی بنیادوں پر قائم ہونے اور عقلی و معقولی ہونے کے دلائل پیش کیے۔

۷۔ مولاناؒ نے اسلامی قانون و شریعت کے کامل، برتر اور دائمی قانون ہونے کے بارے میں دورِ جدید کے تناظر میں بحث کی۔

۸۔ مولاناؒ نے اسلامی قانون و شریعت کے مدلل، معقول اور پر از حکمت ہونے کو علمی انداز میں بیان کیا۔

۹۔ مولاناؒ نے شرعی مسائل کے بیان میں شخصیت پرستی کی بجائے دلائل کو پیش نظر رکھا۔

۱۰۔ اسلامی شریعت و قانون کی بے شمار خصوصیات کو آیاتِ قرآنیہ کے ذریعے بیان کیا۔

۱۱۔ فقہی احکام و مسائل کی اقسام اور اہمیت پر سیر حاصل بحث کی۔

۱۲۔ مولاناؒ نے اسلامی شریعت کے مزاج، اس کے ابدی اصولوں، بعض امتیازی خصوصیات، اجتہاد کی حقیقت و ماہیت، دورِ حاضر میں اس کی ضرورت و اہمیت اور اس کی شرائط و مبادی وغیرہ پر قرآنی آیات اور دورِ جدید کے تناظر میں بحث کی۔

۱۳۔ فقہی احکام و مسائل کو قرآن مجید کی روشنی میں بیان کرتے ہوئے اسلامی فقہ و قانون کی اہمیت کو بیان کیا۔

۱۴۔ قوانین شریعت کے ناقابل تغیر ہونے کو انتہائی مدلل اور تحقیقی انداز میں بیان کرتے ہوئے تاریخی مثال بھی پیش کرتے ہیں۔

۱۵۔ اسلامی اور انسانی قانون کے تفرق کو انتہائی خوبصورتی سے بیان کیا۔

۱۶۔ اسلامی قانون و شریعت کے معجزہ ہونے کو مختلف مثالوں اور آیاتِ قرآنیہ کی مدد سے بیان کیا۔

۱۷۔ فقہی مسائل پر بحث کرتے ہوئے اسلامی قانون و شریعت کی اہلِ مغرب میں پسندیدگی کو بیان کیا۔

۱۸۔ اسلامی قانون و شریعت کے اجمال اور اس کی حکمتوں کو بھی زیرِ بحث لایا۔

۱۹۔ قرآنی آیات کے ذریعے اسلامی معاشرت کی اخلاقی تعلیمات کے اصولوں کو بیان کیا۔

۲۰۔ فقہی احکام و مسائل کو فقہائے مفسرین کے اقوال، مختلف فقہی مکاتب اور ان کے طرزِ استنباط کے بیان کرنے میں تفسیر 'الجامع الاحکام القرآن' اور 'تفسیر کبیر' سے خصوصی استفادہ کیا۔

۲۱۔ فقہی مسائل و احکام کو بیان کرنے میں مولاناؒ نے استنباطی منہج (deductive methodology) کو اختیار کیا۔

۲۲۔ مولاناؒ نے دورِ جدید میں اسلامی شریعت کی عظمت و برتری، معقولیت، پر از حکمت اور ناقابلِ تغیر ہونے کو علمی دلائل کے ذریعے پیش کیا۔

حواشی وحوالہ جات

۱۔ندوی،علامہ محمد شہاب الدین، دیکھئے: میری علمی زندگی کی داستان عبرت،فرقانیہ اکیڈمی وقف،بنگلور انڈیا،۲۰۱۸ء،ط،سوم، ص۲۸،۱۵۶تا۱۵۸۔

۲۔ندوی،حافظ جمیل الرحمٰن،دیکھئے: مجدد ملت حضرت علامہ محمد شہاب الدین نقوش وتاثرات،فرقانیہ اکیڈمی ٹرسٹ،بنگلور انڈیا،۲۰۰۶ء،ط،اول،ص۲۱۔

۳۔ایضاً،ص۲۳،۲۵۔

۴۔ ایضاً،ص۲۹۔

۵۔ندوی، محمد شہاب الدین،عورت اور اسلام، مجلس نشریاتِ اسلام،کراچی،۱۹۹۴ء ص۶۔

۶۔ندوی،مولانا محمد شہاب الدین،اسلامی شریعت علم اور عقل کی میزان میں، مجلس نشریات اسلام،کراچی،ص۸۔

۷ ۔سورۃالمومن۴۰:۵۶۔

۸۔ ندوی،مولانا محمد شہاب الدین،اسلامی شریعت علم اور عقل کی میزان میں،ص۹۱،۹۲۔

۹۔سورۃالانعام۶ :۱۴۹۔

۱۰۔ندوی، محمد شہاب الدین، اسلام کا قانونِ طلاق، مجلس نشریاتِ اسلام،کراچی،۱۹۹۲ء،ص۷۰۔

۱۱ ۔ندوی،مولانا محمد شہاب الدین،اسلامی شریعت علم اور عقل کی میزان میں،ص۷۳،۷۴۔

۱۲ ۔ایضاً،ص۹۰،۹۱۔

۱۳۔ ایضاً،ص۹۔

۱۴۔سورۃالاسراء۱۷:۳۹۔

۱۵ سورۃالجمعہ ۶۲ :۲

۱۵ ۔ندوی،مولانا محمد شہاب الدین،اسلامی شریعت علم اور عقل کی میزان میں،ص۷۶۔

۱۶ ۔ندوی، محمد شہاب الدین،اسلام کا قانونِ طلاق،ص۱۹۔

۱۷۔ ندوی،مولانا محمد شہاب الدین،اسلامی شریعت علم اور عقل کی میزان میں،ص۱۰۔

۱۸۔ ایضاً،ص۳۵۔

۱۹۔ ایضاً،ص۲۵،۲۶۔

۲۰۔ ایضاً،ص۱۹۔

۲۱۔ندوی، محمد شہاب الدین، اسلام کا قانونِ طلاق،ص۵۵۔

۲۲۔سورۃ المائدہ۵: ۹۰،۹۱۔

۲۳۔ ندوی،مولانا محمد شہاب الدین،اسلامی شریعت علم اور عقل کی میزان میں،ص۱۰۱،۱۰۲۔

۲۴ ۔ایضاً، ص۳۳۔

۲۵۔ایضاً، ص۳۵۔

۲۶۔ ایضاً، ص۳۷،۳۸۔

۲۷ ۔ایضاً، ص۵۲۔

۲۸۔ ندوی، محمد شہاب الدین، اسلام کا قانونِ طلاق، ص۱۹۔

۲۹۔ ایضاً۔

۳۰۔ النحل۱۶:۹۰۔

۳۱۔ ندوی، مولانا محمد شہاب الدین، اسلامی شریعت علم اور عقل کی میزان میں، ص۷۷،۷۸۔

۳۲ ۔ندوی، محمد شہاب الدین، اسلام کا قانونِ طلاق، ص۸۶۔